قاری محمد رفیق

حضرتؒ کا شغفِ قرآن وتراویح

صالحین کی ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ مصلح حقیقی ان کو فطرت صالح پر پیدا فرماتے ہیں اور زندگی بھر ان کے وجود بابرکت سے کارِ خیر کے ایسے سرچشمے جاری فرماتے ہیں، جن سے ہزاروں، لاکھوں تشنگانِ علم وحکمت اور سینکڑوں طالبانِ شریعت وطریقت سیراب ہوتے ہیں:

﴿اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً﴾

خالقِ حقیقی نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی تخلیق بھی کچھ ایسی ہی فطرت صالح پر فرمائی تھی، جس کی بناء پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وسعت علمی کے بڑے بڑے علماء مقر ومعترف تھے۔ افسوس! حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایسے وقت میں ہمیں چھوڑ گئے جب کہ ہمیں ان کی سخت ضرورت تھی اور اپنے ساتھ علم کا بہت بڑا ذخیرہ لے گئے۔

اسی طرح حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ صحیح معنوں میں عاشقِ قرآن تھے، بچپن ہی سے حضرت کو نماز اور قرآن کی تلاوت کا شغف رہا ہے، جوانی کے زمانہ میں جب انسان کے قویٰ اور جذبات بھی شباب پر ہوتے ہیں، جب انسان قسم قسم کی امیدوں کا شکار بن جاتا ہے تو اس وقت بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تہجد کی نماز کسی طرح نہ چھوڑی اور کشمیر میں اپنے استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب تک رہے، رات کو صرف۔ گھنٹہ دو گھنٹہ آرام فرماتے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ علماء وطلباء حفاظ کو (خصوصی طور پر) تہجد کی پابندی اور تہجد میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی تاکید فرمایا کرتے اور فرماتے کہ: قرآن بڑی نعمت ہے، خود چونکہ حافظِ قرآن نہ تھے، اس لئے افسوس رہتا۔ فرمایا کرتے کہ: صبح کو جب میں فجر کے لئے مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو میرا دل ان لوگوں کے لئے

دعا کرتا ہے جو تلاوت میں مشغول ہوتے ہیں۔

تحدیث بالنعمۃ کے طور پر فرمایا کرتے کہ: ایک روز ایک قاری صاحب جو میرے دوست تھے' میری ملاقات کے لئے تشریف لے آئے' رمضان شریف کے اخیری ایام تھے' وہ بڑا نفیس قرآن پڑھتے تھے' میں نے کہا کہ بجائے وقت گذارنے کے چلو نفل پڑھتے ہیں' چنانچہ ان قاری صاحب نے نفل کی نیت باندھ لی اور میں نے ان کی اقتداء کی۔ بس پھر تو کیا پوچھنا' وہ تو پڑھتے چلے گئے اور میں لطف اٹھاتا چلا گیا اور ایکسپریس گاڑی کی طرح سورتوں کے اسٹیشنوں کو طے کرتے چلے گئے اور سحری سے پہلے پورے قران کریم کو دو رکعتوں میں ختم کر ڈالا۔

فرمایا کرتے کہ: جب میں دیوبند میں طالب علم تھا تو ایک روز میں نے فجر کی نماز ایک چھوٹی سی کچی عمارت کی مسجد میں پڑھی' جہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی تھی' نماز کے بعد میں نے اپنی چادر اس کچے فرش پر بچھادی اور قرآن کریم کی تلاوت شروع کردی' جمعہ کی نماز تک اسی ایک ہی نشست میں ایک ہی ہیئت پر ۲۶ پارے پڑھ لئے' اور چونکہ جمعہ کی نماز کے لئے کسی دوسری مسجد میں جانا ناگزیر تھا' اس لئے پورا نہ کرسکا' ورنہ پورا قرآن ختم کرلیتا۔

عام طور پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تراویح میں تین پارے سننے کا معمول رہا' باوجود ضعف پیری کے اور گھٹنوں کی تکلیف کے آپ کھڑے کھڑے نماز پڑھتے' البتہ جب تھکن اور درد حد سے بہت زیادہ بڑھ جاتے تو بقدر ضرورت چند لمحوں کے لئے بیٹھ بھی جاتے اور اس پر بھی فرماتے کہ: بیٹھنے میں لطف نہیں آتا گویا بزبان حال کہہ رہے ہوتے۔ **افلا اکون عبدا شکوراً**۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ ''**واذا سمعوا ماانزل الی الرسول تریٰ اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق**'' کے صحیح معنوں میں مصداق تھے۔ جب بھی قرآن کریم سنتے' آنکھیں بے ساختہ فوارے کی طرح بہ پڑتیں۔ اسی طرح تراویح میں بھی بہت گریہ فرماتے کبھی کبھی یہ کیفیت بین الترویحات بھی رہتی، اور فرماتے: بڑی نعمت ہے قرآن۔ اگر اس وقت کسی قاری صاحب یا حافظ صاحب پر نظر پڑتی جو شاید قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا ہوتا تو اس سے ضرور قرآن پڑھواتے اور اس پر بھی قناعت نہ فرماتے' بلکہ خود ائمہ حضرات سے بھی قرأت پڑھواتے اور مسلسل آنسو بہاتے جاتے:

ہمارا کام ہے راتوں کو رونا یاد دلبر میں
ہماری نیند ہے محوِ خیالِ یار ہو جانا

الغرض حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو اگر عاشقِ قرآن کہا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ کی بات نہیں ہے' یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمہ مرحومہ کو قرآن کریم حفظ کروایا' وہ اپنے والد

سے قریباً دو سال قبل اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملی۔ اللھم اغفر لھما وارحمھما واسکنھما فی الجنۃ۔
اس موقع پر ایک بات قابلِ ذکر ہے، وہ یہ کہ: جب سیدہ فاطمہ مرحومہ کی والدہ محترمہ کا چند سال پہلے انتقال ہوا تو غالباً فاطمہ مرحومہ نے خواب میں ان کی زیارت اس طرح کی کہ وہ جنت میں ہیں اور ان کے سر پر سونے کا تاج ہے۔ اور کیوں سونے کا تاج نہ ہو، جب کہ سیدہ فاطمہ مرحومہ کا حفظ انہیں کی محنت کا ثمرہ تھا۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ خود بھی قاری تھے، کہا جاتا ہے کہ ڈابھیل میں فجر کی نماز آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی پڑھایا کرتے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اجل علماء حضرت کے مقتدی ہوا کرتے۔ آپ بڑی خوش الحانی سے بغیر تکلف کے تلاوت فرماتے۔ جن حضرات کو حضرت کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہے، وہ اس بات پر اتفاق فرمائیں گے کہ بہت کم علماء کو اس طرح خوش آوازی سے تسلسل کے ساتھ تجوید ومخارج کی رعایت کرتے ہوئے سنا گیا ہے، بسا اوقات بڑے بڑے قراء حضرات کی اصلاح بھی فرماتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تلاوت میں تکلف اور نقل سے بڑی نفرت تھی۔ اگر کسی قاری نے تکلف کیا یا نقل اتارنے کی کوشش کی تو فوراً تنبیہ فرماتے۔

کبھی کبھی تراویحوں کے بعد بڑے دردمندانہ انداز میں لا الٰہ الا اللہ، نستغفر اللہ، نسئلک الجنۃ ونعوذبک من النار. پڑھتے اور حاضرین سے فرماتے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ماہ مبارک میں لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کی کثرت کی تلقین فرمائی ہے اور حصول جنت کی دعا کی کثرت اور آگ سے پناہ مانگنے کی تاکید فرمائی ہے، اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ لا الٰہ الا اللہ، نستغفر اللہ پڑھتے چلے جاتے، ایسے موقع پر حضرت کی آنکھیں آنسو بہاتیں اور حضرت کے چہرہ پر اداسی سی چھا جاتی۔